سوال

(235) شیعہ مرد عورت سے نکاح کرنے اور وراثت کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورت سنت وجماعت کا نکاح مرد شیعہ مذہب کے ساتھ اور مرد سنت وجماعت کا نکاح عورت شیعہ کے ساتھ ازروئے شرع شریف وقرآن وحدیث جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو ان میں توریث جاری ہوگی یا نہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نکاح بھی جائز ہے اور توریث بھی جاری ہوگی اس لیے کہ ان میں جو اختلاف ہے وہ کتاب وسنت کی تاویل کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف موجب اختلاف ملت نہیں ہے ہاں نکاح مذکور خلاف اولیٰ ہے لیکن جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو اس سے بوجہ اختلاف ملت نہ مناکحت جائز ہے نہ توریث جاری ہوگی۔ درمختار کی فصل "محرمات" میں ہے۔

تجوز مناکحة المعتزلة لانا لا نکفر احدا من اہل القبلة وان وقع الزاما فی المباحث[1]

(معتزلہ سے نکاح جائز ہے کیوں کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے اگرچہ مباحث میں الزام واقع ہے) "فرائض شریفی" (ص18 مطبوعہ مصطفائی) میں ہے۔

" بخلاف اہل الاہواء فانہم معترفون بالانبیاء والکتب ویختلفون فی تاویل الکتاب والسنة وذلک لا یوجب اختلاف الملة انتہی"

(اہل اہوا کے برخلاف کیوں کہ وہ انبیاء اور کتابوں کے معترف ہیں اور کتاب وسنت کی تاویل میں اختلاف کرتے ہیں مگر یہ چیز اختلاف ملت کو واجب نہیں کرتی) "شرح مواقف" (ص726 مطبوعہ نولکشور) میں ہے۔

االمقصد الخامس فی ان المخالف للحق من اہل القبلة ہل یکفر ام لا؟ جمہور المتکلمین والفقہاء علی انہ لا یکفر احدا من القبلة فان الشیخ أبا الحسن قال فی اول کتاب مقالات اسلامیین اختلف المسلمون بعد نبیہم علیہ السلام فی اشیاء ضلل بعضہم بعضا و تبرا بعضہم عن بعض فصاروا فرقا متباینین الا ان الاسلام یجمعہم ویعمہم فہذا مذہبہ وعلیہ اکثر اصحابنا وقد نقل عن الشافعی انہ قال: لا ارد شہادة احد من اہل الاہواء الا الخطابیہ فانہم یعتقدون حل الکذب وحکی الحاکم صاحب المختصر فی کتاب المنتقی عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ انہ لم یکفر احدا من اہل القبلة وحکی ابو بکر الرازی مثلہ عن الکرخی وغیرہ انتہی[2]

(پانچواں مقصد اس بارے میں کہ اہل قبلہ میں سے حق کی مخالفت کرنے والے کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟ جمہور متکلمین اور فقہیا کا یہ موقف ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا

جائے تیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "مقالات الاسلامین " کے آغاز میں لکھا ہے مسلمانوں نے اپنے نبی کے بعد کئی ایک چیزوں میں اختلاف کیا ایک نے دوسرے کو گمراہ کہا ایک دوسرے کا اظہار کیا پس وہ اس طرح مختلف فرقوں ہوگئے۔ ہاں ان کو اسلام عمومی طور پر جمع کرتا ہے۔ پس یہ ان کا مذہب ہے اور اس مذہب پر ہمارے اکثر اصحاب قائم ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے کہا میں اہل اہوا میں سے خطابیہ فرقے کے سوا کسی کی گواہی رد نہیں کرتا کیوں کہ وہ جھوٹ کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں حاکم صاحب المختصر نے کتاب المنتقیٰ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کرخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے اس قسم کی روایت بیان کی ہے) پھر اسی صفحہ میں ہے۔

اما علی ما ہو المختار عندنا و ہو ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ ان المسائل التی اختلف فیہا اہل القبلۃ من کون اللہ عالما بعلم او موجد الفعل العبد او غیر متحیز ولا فی جہۃ و نحوہا ککونہ مرئیا اولا لم یبحث النبی صلی اللہ علیہ و سلم عن اعتقاد من حکم باسلامہ فیہا ولا الصحابۃ ولا التابعون فعلم ان صحۃ دین الاسلام لا تتوقف علی معرفۃ الحق فی تلک المسائل وان الخطا فیہا لیس قادحا فی حقیقۃ الاسلام اذ لو توقفت علیہا و کان الخطا قادحا فی تلک الحقیقۃ لوجب ان یبحث عن کیفیۃ اعتقادہم فیہا لکن لم یجر حدیث فی شئ منہا فی زمانہ ولا فی زمانہم اصلا فان قیل لعلہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم عرف منہم ذلک ای کونہم عالمین بہا اجمالا فلم یبحث عنہا لذلک کما لم یبحث علی علمہم بعلمہ وقدرتہ مع وجوب اعتقادہما وما ذلک الا بعلمہ بانہم عالمون علی طریق الجملۃ بانہ تعالیٰ عالم قادر فکذا الحال فی تلک المسائل قلنا : ما ذکرتم مکابرۃ لانا نعلم ان الاعراب الذین جاؤا الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم ما کانوا کلہم عالمین بانہ تعالیٰ عالم بالعلم لا بالذات وانہ مرئی فی الدار الآخرۃ وانہ لیس بجسم ولا فی مکان وجہۃ وانہ قادر علی افعال العباد کلہا وانہ موجد لہا باسرہا فالقول بانہم کانوا عالمین بہا مما علم فسادہ بالضرورۃ واما العلم والقدرۃ فہما مما یتوقف علیہ ثبوت نبوتہ لتوقف دلالۃ المعجزۃ علیہما فکان الاعتراف والعلم بہا ای بالنبوۃ دلیلا للعلم بہما ولو اجمالا فلذلک علیہما فکان الاعتراف والعلم بہا ای بالنبوۃ دلیلا للعلم بہما ولو اجمالا فلذلک لم یبحث عنہما [3]

(رہا یہ مسئلہ ہمارے نزدیک مختار مذہب کیا ہے تو وہ یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہو۔ یقیناً وہ مسائل جن میں اہل قبلہ نے اختلاف کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا علم کے ساتھ عالم ہونا یا بندے کے فعل کا موجد ہونا یا اس کا جہت میں متحیز نہ ہونا اور اسی طرح وہ دکھائی دے گا یا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے اسلام کا حکم لگایا تو ان مسائل میں اس کے اعتقاد کے بارے میں کھوج نہیں لگایا۔ صحابہ وتابعین نے بھی ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ دین اسلام کی صحت ان مسائل میں حق کی معرفت پر موقوف نہیں ہے اور ان میں غلطی حقیقت اسلام میں قادح نہیں ہے اگر حقیقت اسلام دین مسائل پر موقوف نہیں ہے اور ان میں غلطی کرنا قادح ہوتا تو پھر یہ بھی واجب ہوتا کہ ان مسائل میں ان کے اعتقاد کی کیفیت کو معلوم کیا جائے اور اس کا کھوج لگایا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور نہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ عنھم اجمعین کے زمانے میں ان مسائل میں سے کسی پر بات نہیں چلی۔

اگر کہا جائے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے ان اعتقادات کا اجمالی علم ہونا معلوم ہو۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کھوج نہیں لگایا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کے علم کا کھوج نہیں لگا، باوجود اس کے کہ ان دونوں کا اعتقاد رکھنا واجب ہے ایسا اس لیے ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ وہ اجمالی طور پر اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم وقادر ہے اور یہی حال مزکورہ بالا اختلافی مسائل کا تھا۔

ہم اس کے جواب میں کہیں گے جو کچھ تم نے اس اشکال میں ذکر کیا ہے وہ تو محض عناد اور سینہ زوری ہے کیوں کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے وہ سب اس بات کا علم نہیں رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عالم بالعلم ہے نہ کہ بالذات اور یہ کہ وہ عالم آخرت میں دکھائی دے گا وہ جسم نہیں ہے وہ کسی مکان میں ہے نہ جہت میں وہ تمام افعال عباد پر قادر ہے اور وہ ان تمام کا موجد ہے۔

پس یہ کہنا کہ وہ ان چیزوں کا علم رکھنے والے تھے یہ ان چیزوں سے ہے جس کا فساد یقینی طور پر معلوم ہے رہا اس کا علم اور اس کی قدرت تو یہ دونوں ان چیزوں سے ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت موقوف ہے کیوں کہ معجزے کی دلالت ان دونوں پر موقوف ہے اگر چہ وہ اجمالی ہو اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق بحث اور تفتیش نہیں کی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ اصول جن پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا صحیح ہونا موقوف ہے ان کے دلائل اس لائق ہیں کہ وہ اونٹوں والوں پر بھی ظاہر و واضح ہیں پس جو شخص ایک باغ میں داخل ہوا وہاں اس نے کچھ نوپید اپھول دیکھے، جو پہلے نہیں تھے پھر اس نے انگوروں کا ایک گچھا دیکھا جس کے تمام دانے سوائے ایک دانے کے (پک کر) سیاہ

ہوچکے تھے باوجود اس کے کہ ان سب کو پانی ہوا اور سورج یکساں طور پر تمام جہات سے میسر آئی تو وہ یہ جاننے پر مجبور ہوگا کہ اس کا موجد فاعل مختار ہے کیوں کہ محکم فعل کی اپنے فاعل کے علم اور اس کے اختیار کی دلالت ضروری اور یقینی ہے اسی طرح معجزے کی دلالت مدعی کی صداقت پر یقینی ہوتی ہے جب یہ اصول معلوم ہو جائیں تو رسول کی صداقت کا معلوم ہو جانا ممکن بن جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ اسلام کے اصول جلی ہیں اس کے دلائل اجمالاً واضح ہیں اسی لیے ان کی ٹوہ نہیں لگائی جاتی۔ برخلاف ان مسائل کے جن میں اختلاف ہوا ہے کیوں کہ وہ ظہور میں ان مسائل کی طرح نہیں ہیں بلکہ ان میں سے اکثر وہ ہیں کہ جو کتاب و سنت میں وارد ہوا ہے اس کو مبطل اس کے معارض و مخالف نہیں سمجھتا جس سے حق گو دلیل پکڑتا ہے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تاویل جو اس کے مذہب کے مطابق ہے وہی اولیٰ ہے پس اس کو یہ مقام دینا ممکن نہیں ہے جس پر اسلام کا صحیح ہونا موقوف ہو۔ پس کسی کو کافر قرار دینے میں کوئی اقدام جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں بہت بڑا خطرہ ہے) واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1]۔ الدر المختار مع رد المختار (3/46) اس عبارت کی توضیح کرنے کے بعد علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں کہ "اگر کوئی رافضی (شیعہ) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت یا جبریل کے وحی میں غلطی کرنے یا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے انکار یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان طرازی کا نظریہ رکھتا ہے تو وہ کافر ہے کیوں کہ وہ قطعی دلائل کے ساتھ معلوم ہونے والے دین کے یقینی امور کی مخالفت کرتا ہے۔" "لہٰذا آج کل کے شیعہ رافضہ کے ساتھ مناکحت کا تعلق رکھنا درست نہیں کیوں کہ وہ ان تمام منکرات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

[2]۔ شرح المواقف للجرنی (8/370)

[3]۔ شرح المواقف للجرنی (8/27-71)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 422

محدث فتویٰ